رجسٹرڈ ایل نمبر ۱۷۹

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق لیظھرہ علی الدین کلہ

دنیا کے مذاہب پر نظر اور اہل مذاہب کا تشحیذ الاذہان

یعنی

اردو رسالہ

ریویو آف ریلیجنز

قادیان سے ہر انگریزی ماہ کی پانچ تاریخ کو شائع ہوتا ہے

جلد ۳۶ — رمضان المبارک ۱۳۵۶ھ

ایڈیٹر
قاضی محمد ظہور الدین اکمل

نومبر ۱۹۳۷ء — نمبر ۱۱

فہرست مضامین

امامت و خلافت — ۳/۷

ماہ رمضان المبارک — ۷/۸

اندرون ہند سے تین روپیہ سالانہ | مستحق طلباء اور غیر احمدیوں سے ۲/۸ | بیرون ہند سے تین روپیہ آٹھ آنے

احباب جماعت سے نہایت ضروری گذارش

احباب کرام! مَیں کب تک یہ شکوہ کرتا چلا جاؤنگا کہ آپکی توجہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے عہد مبارک کی واحد یادگار رسالہ ریویو آف ریلیجینز کی طرف نہیں بَیں آپ صاحبان کو ہر مہینے اپنی بلاناغہ متعدد اپیلوں میں بتا چکا ہوں کہ رسالہ کے خریدار اتنے کم ہیں کہ مجھے انکی تعداد بتاتے بھی شرم آتی ہے۔ اب تک جس طرح بھی بن پڑا مَیں ۱۹۲۱ء سے لیکر اب تک رسالہ کا ہر نمبر ٹھیک وقت پر شائع کر رہا ہوں۔ لیکن اب ایسی صورت حال درپیش ہے کہ میرے لئے محال ہو رہا ہے کہ اسکی کتابت طباعت اور کاغذ و ٹکٹ کا انتظام بھی کرسکوں۔ قیمت کی وصولی کے لئے اکثر خریداروں کا دو سال تک انتظار کیا۔ ان کے وعدوں کا اعتبار کیا۔ اور اس طرح پر ایک ہزار روپے سے زیادہ بقایا ہو گیا جن کی فہرست اسماء رسالہ جون ۱۹۳۷ء میں دی جا چکی ہے۔ باقی جو خریدار ہیں۔ ان سے اگر چندہ وصول بھی ہوتا ہے تو سال میں دو تین مرتبہ وی پی کرکے۔ یعنی دس بارہ آنے گرہ سے خرچ کرکے ایسے احباب کے ناموں کی فہرست اگست کے مکمل رسالے میں شائع کردی گئی تھی اور پھر وی پی بھی کردیئے گئے کُل وی پی ۱۳۱ تھے جن میں سے ۳۵ وصول ہوئے اور باقی واپس۔ اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ احباب رسالہ وصول کرکے کسقدر نقصان پہنچاتے ہیں۔ اور ہم وہ خزانہ کہاں سے لائیں جس کو خرچ کرکے رسالہ پورے حجم کے ساتھ وقت پر شائع کرتے رہیں ❊

اپنی طرف سے مَیں نے کوشش کی ہے۔ اچھے سے اچھے مفید سے مفید۔ ٹھوس علمی موجب ازدیاد ایمان و عرفان و معلومات مضامین شائع کرتا رہوں۔ لیکن یہ میرے بس کی بات نہیں کہ دیگر اخراجات طبع و ترسیل بھی اپنی گرہ سے ادا کروں۔ آپ صاحبان کو اس بارے میں کوئی فیصلہ کرنا چاہیئے۔ اگر چند باہمت نوجوان یا جوان ہمت بوڑھے ہر ایک مقام کی جماعت سے کھڑے ہو جائیں اور ہر احمدی کے گھر پر حاضر ہو کر دریافت کرلیں کہ آپ رسالہ ریویو اُردو کے کیوں خریدار نہیں یا اس کا واجب کیوں ادا نہیں کرتے۔ اور ان پر زور دیں کہ وہ ضرور اس عہد مبارک کی یادگار کو زندہ رکھیں تو کوئی وجہ نہیں کہ کم از کم ایک ہزار خریدار نہ ہو جائے جو موجودہ حالات میں رسالہ چلانے کیلئے کافی ہوگا۔ مَیں آپکے جواب کا منتظر ہوں کہ اسی پر آئندہ کارگذاری کی بنیاد ہے۔ امید ہے میری توقع جو جماعت احمدیہ کے ایثار و بذل مال و جوش دعوۃ و تبلیغ کے متعلق ہے ضرور ہی پوری ہوگی۔ واللہ الموفق ❊

نوٹ:۔ جن احباب نے وی پی واپس کئے ہیں وہ مہربانی فرما کر اپنے اپنے ذمّہ کا چندہ بذریعہ منی آرڈر ارسال کرکے ممنون فرمائیں ❊

مینیجر رسالہ اُردو ریویو قادیان دارالامان

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْمِ

امامت و خلافت

جس طرح شخصی اور اعتقادی و عملی زندگی کے لئے مرکز قرار پائے، ضرور تھا کہ جماعتی اور ملّی زندگی کیلئے بھی ایک مرکزی وجود قرار پاتا، لہذا وہ مرکزی وجود بھی قرار دیدیا گیا۔ تمام اُمّت کو اس مرکز کے گرد بطور دائرے کے ٹھیرایا۔ اس کی معیت، اس کی رفاقت، اس کی اطاعت، اس کی حرکت اسکے سکون پر سکون، اسکی طلب پر لبیک، اس کی دعوت پر انفاق جان و مال ہر مسلمان پر فرض کر دیا گیا۔ ایسا فرض جسکے بغیر وہ جاہلیت کی ظلمت سے نکل کر اسلامی زندگی کی روشنی میں نہیں آسکتا۔ اسلام کی اصطلاح میں اسی قومی مرکز کا نام "خلیفہ" اور امام ہے۔ اور جبتک یہ مرکز اپنی جگہ سے نہیں ہٹتا ہے یعنی کتاب و سُنّت کے مطابق اس کا حُکم ہے۔ ہر مسلمان پر اس کی اطاعت اسی طرح فرض ہے جس طرح خود اللہ اور اس کے رسولؐ کی :-

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ	مسلمانو! اطاعت کرو اللہ کی، اس کے رسولؐ کی اور تم میں جو اولوالامر ہو اس کی۔ پھر اگر کسی معاملہ میں تم مختلف ہو جاؤ تو چاہیئے کہ اللہ اور اس کے رسولؐ طرف لوٹو اور اسکے فیصلہ پر متفق ہو جاؤ ؎

وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا - (۴ : ۶۳)

اس آیت میں بالترتیب تین اطاعتوں کا حکم دیا گیا ہے۔ اللہ کی، رسولؐ کی، مسلمانوں میں جو اولوالامر ہو اس کی، اللہ کی اطاعت کتاب اللہ کی اطاعت ہے۔ رسولؐ کی اطاعت سے مقصود سُنّت قولی و فعلی ہے۔ باقی رہی اطاعت اولوالامر تو نہایت قوی و روشن وجوہ موجود ہیں کہ اولوالامر سے مقصود مسلمانوں کا خلیفہ و امام ہے جو کتاب و سُنّت کے احکام نافذ کرنے والا، نظام اُمّت قائم رکھنے والا اور تمام اجتہادی امور میں صاحب حُکم و سلطان ہے ؎

اسلام کا نظام عمل | احادیث صحیحہ سے اس کی مزید توضیح ہوتی ہے اس بارہ میں اس کثرت کے ساتھ

حدیثیں موجود ہیں، اور عہد صحابہؓ سے لے کر عہد تدوین کتب تک مختلف طبقات رواۃ وحفاظ میں اسقدر ان کی شہرت رہ چکی ہے کہ اسلام کے عقیدۂ توحید و رسالت کے بعد شائد ہی کوئی اور چیز اس درجۂ تواتر و یقین تک پہنچی ہوگی ؁

سب سے پہلے میں مسند امام احمدؒ وغیرہ کی ایک روایت نقل کروں گا جس میں بالترتیب اسلام کا نظام عمل بیان کیا گیا ہے :-

قَالَ صلّی اللہ علیہ وسلّم انا آمرکم بخمسٍ اللہ امَرَنی بھن : الجماعۃ وَالسمع والطاعہ والھجرۃ والجہاد فی سبیل اللہِ۔ فانہ من خرج من الجماعۃ قید شبرٍ فقد خلع ربقۃ الاسلام من عنقہ الا ان یراجع، ومن دعا بدعوی جاھلیۃ فھو من جثی جھنّم۔ قالوا یارسول اللہ و ان صام وان صلّی قال وان صلّی وصام وزعم انہ مسلم (اخرجہ احمد والحاکم من حدیث الحارث الاشعری علی شرط الصحیحین قال ابن کثیر ھذا حدیث حسن ولہ شواھد)

یعنی فرمایا میں تم کو پانچ باتوں کے لئے حکم دیتا ہوں جن کا حکم اللہ نے مجھے دیا ہے۔ جماعت، سمع، طاعت، ہجرت اور اللہ کی راہ میں جہاد یقین کرو کہ جو مسلمان جماعت سے ایک بالشت بھر بھی باہر ہوا تو اس نے اسلام کا حلقہ اپنی گردن سے نکال دیا۔ اور جس نے اسلام کی جماعتی زندگی کی جگہ جاہلیت کی تقیدی کی طرف بلایا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ایسا شخص جہنمی ہوگا اگرچہ روزہ رکھتا ہو اور نماز پڑھتا ہو؟ فرمایا ہاں اگرچہ نماز پڑھتا ہو، روزہ رکھتا ہو اور اپنے زعم میں اپنے تئیں مسلمان سمجھتا ہو ؁

شرح حدیث حارث اشعری اس حدیث میں پانچ باتیں بتلائی گئی ہیں :-

(۱) پہلی چیز "جماعت" ہے، یعنی تمام اُمّت کو ایک خلیفہ و امام پر جمع ہو کر اور اپنے مرکز قومی سے جُڑ کے رہنا چاہیئے۔ الگ الگ نہیں رہنا چاہیئے۔ آگے چلکر کثرت کے ساتھ وہ حدیثیں ملیں گی جن سے معلوم ہوگا کہ جماعت سے الگ ہو کر رہنے کو یا ایسی منتشر زندگی کو جو ایک بندھی سمٹی ہوئی جماعت کی شکل نہ رکھتی ہو اور کسی امیر کے تابع نہ ہو، اسلام نے غیر اسلامی اور ابلیسی راہ قرار دیا ہے، انفرادی زندگی کو وہ زندگی ہی نہیں مانتا۔ اسلامی زندگی "جماعت" کی ہے ؁

"جماعت" سے مقصود افراد کا ایک ایسا مجموعہ ہے جس میں اتحاد، ائتلاف، امتزاج اور نظم ہو۔ اتحاد سے مقصود یہ ہے کہ اپنے اعمالِ حیات میں منتشر نہ ہوں۔ ایک دوسرے سے ملے ہوئے ہوں

اوران کے تمام اعمال مل جل کر انجام پائیں۔ کسی گوشۂ عمل میں بھی پھوٹ اور بیگانگی نہ ہو۔

"ائتلاف" کا مرتبہ "اتحاد" سے بلند تر ہے۔ اتحاد صرف باہم مل جانا ہے۔ ضرور نہیں کہ کسی تناسب کے ساتھ ترکیب ہوئی ہو۔ لیکن ائتلاف سے مقصود ایسا اتحاد ہے جو محض اتحاد ہی نہ ہو بلکہ ایک صحیح و مناسب ترکیب کے ساتھ اتحاد ہو۔ یعنی منتشر افراد اس طرح باہم ملے ہوں کہ جس فرد کو اس کی صلاحیت و قوت کے مطابق جو جگہ ملنی چاہیئے وہی اس کی جگہ ہو۔

"امتزاج" ترکیب کا تیسرا مرتبہ ہے۔ اس میں کمیت سے زیادہ کیفیت کا اتحاد ہونا چاہیئے۔ یعنی مختلف افراد کو باہم اس طرح ملایا جائے کہ جس فرد کا اجتماعی مزاج جس قسم کے مزاج کے ساتھ مل کر ایک متحدہ کیفیت حاصل کر سکتا ہے ویسا ہی مزاج اس کے ساتھ ملایا جائے۔ فرد بجائے خود کوئی کامل وجود نہیں رکھتا۔ محض ایک مثنیٰ ہے، اور جب تک اپنے بقیہ ٹکڑوں سے نہ مل جائے، کامل وجود نہیں پا سکتا۔ لیکن یہ باہم ملنا "امتزاج" کے ساتھ ہونا چاہیئے تاکہ ہر ٹکڑا اپنے صحیح و مناسب ٹکڑے کے ساتھ ملا کر اس طرح جُڑ جائے کہ معلوم ہو یہ نگینہ اسی انگشتری کے لئے تھا ؛

"نظم" سے مقصود جماعت کی وہ ترتیبی و تقویمی حالت ہے جب اس کے تمام افراد اپنی اپنی جگہوں میں قائم، اپنے اپنے دائرہ میں محدود، اور اپنے اپنے فرائض و اعمال کے انجام دینے میں سرگرم ہوں ؛

اجتماع کے یہ خواص و اوصاف نہ تو حاصل ہو سکتے ہیں، نہ قائم رہ سکتے ہیں، جب تک کوئی بالاتر فعّال و مدبّر طاقت وجود میں نہ آئے۔ اور وہ منتشر افراد کو ایک متحد، مؤتلف ممزوج اور منظم جماعت کی شکل میں قائم نہ رکھّے۔ پس ایک "امام" کا وجود ناگزیر ہُوا، اور اسی لئے ضروری ہُوا، کہ سب سے پہلے تمام افراد ایک ایسے وجود کو اپنا امام و مطاع تسلیم کر لیں جو بکھرے ہوئے اجزاء کو اتحاد و ائتلاف اور امتزاج و نظم کے ساتھ جوڑ دینے اور اُڑتے ہوئے ذرّوں سے ایک حیّ و قائم جماعتی وجود پیدا کر دینے کی قابلیت رکھتا ہو۔ مسلمانوں کے کسی چھوٹے سے چھوٹے گروہ کے لئے بھی شرعاً جائز نہیں کہ بلا قیام امام کے زندگی بسر کریں۔ حتّٰی کہ اگر صرف تین مسلمان بھی ہوں تو چاہیئے، کہ ایک ان میں سے امام تسلیم کر لیا جائے۔ اذا کانَ ثلٰثۃ فی سفرٍ فلیؤمروا احدھم۔

(۲) دوسری چیز "السمع" ہے، یعنی امام جو احکام دے، اس کو سُننا اور اس سے تعلیم و ارشاد حاصل کرنا۔ سمع کے لفظ میں قبولیت احکام اور طلب تعلیم دونو کی طرف توجہ دلائی ہے۔ اور

امام کی معلمانہ حیثیت کو نمایاں کیا ہے ؛

(۳) تیسری چیز "طاعت" ہے یعنی امام کی کامل درجہ اطاعت وفرمانبرداری اور اپنی تمام عملی قوتوں کو اس کے سپرد کر دینا اور اس کے ہر حکم کی بلا چون وچرا تعمیل کرنا۔ البتہ اطاعت معروف میں ہے نہ کہ معصیت میں کہ انما الطاعة فی المعروف ؛

(۴) چوتھی بات "ہجرت" ہے۔ ہجرت "ھجر" سے ہے جس کے معنے ترک کر دینے کے ہیں۔ الھجر والھجران مفارقة الانسان غیرہ اما بالبدن او باللسان او بالقلب والمھاجرة مصارمة الغیر ومتارکتہ (مفردات امام راغب: ۵۵۸)۔ اسلام کی اصطلاح میں جب کبھی کوئی فرد یا جماعت، سعادت وصداقت کے کسی مقصد اعلیٰ کے لئے اپنے دنیوی محبوبات ومالوفات ترک کر دے، مثلاً دولت کو، آرام وراحت کو، عزیز واقرباء کے قرب کو، وطن ومکان کو، تو اس کا نام ہجرت الی اللہ اور ذہاب الی اللہ ہے۔ خدا کے ہر رسول اور اس کے پیروؤں کو قیام حق کی راہ میں یہ منزل طے کرنی پڑی اِنِّیْ مُھَاجِرٌ اِلٰی رَبِّیْ اور اِنِّیْ ذَاھِبٌ اِلٰی رَبِّیْ ....

(۵) پانچویں چیز "جہاد فی سبیل اللہ" ہے۔ جہاد "جہد" سے ہے جس کے معنے ہیں استفراغ الوسع فی مدافعة العدو ظاھرًا وباطنًا (مفردات) یعنی دشمن اور دشمن کی تمام قوتوں کو دور کرنے اور اپنے کو قائم وباقی رکھنے کے لئے انتہا درجہ کی کوشش کرنا۔ یہ کوشش زبان سے بھی ہوتی ہے، مال سے بھی ہوتی ہے، جان سے بھی ہوتی ہے جس قسم کی کوشش کی ضرورت ہو، ہر قسم جہاد فی سبیل اللہ میں داخل ہے۔ وجاھدوا المشرکین باموالکم وانفسکم والسنتکم (رواہ ابوداؤد واحمد ونسائی وابن حبان عن انس)

یہ کہنا ضروری نہیں کہ یہی پانچ چیزیں دنیا میں قوموں اور ملکوں کے بقاء وقیام کی اصلی بنیاد ہیں۔ دنیا میں کوئی قوم زندہ نہیں رہ سکتی جس کی قومی ہستی ان پانچ عنصروں سے مرکب نہ ہو۔ سعی وعمل کا کوئی گوشہ ہو، کامیابی بغیر ان اصول خمسہ کے نہیں مل سکتی۔ تم مٹھی بھر گیہوں کے طالب ہو، یا قطب شمالی کی تحقیق کے، مگر کوئی چیز بھی بغیر "جماعت"، "اطاعت"، "ہجرت"، "جہاد" کے حاصل نہیں ہو سکیگی۔ دنیا نے آجتک جو کچھ پایا ہے، غور کروگے تو وہ سب انہی پانچ سچائیوں کے ثمرات ونتائج ہیں۔ دنیا کی کوئی صالح جماعت ایسی نہیں ہے جس نے ان سے الگ رہ کر کامیابی حاصل کی ہو۔

ہر عقل نے ان کا اقرار کیا ہے، ہر دل میں ان کا اعتقاد موجود ہے، ہر عامل جماعت شب و روز ان پر عمل کر رہی ہے۔ البتہ ناموں

ریویو مندرجہ بالا اقتباس مولانا ابو الکلام آزاد مشہور و معروف لیڈر کی ایک کتاب کا ہے جو ترجمان القرآن سے لیا گیا ہے۔ خدا تعالیٰ نے اپنے فضل و رحم سے عین وقت پر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ اپنی سُنّت قدیمہ کے مطابق قائم فرما دی اور اس کے مقابل میں دیگر تمام خلافتوں کو مٹا کر اپنا منشاء عملی رنگ میں بھی ظاہر فرما دیا۔ اب یہ جملہ اہل اسلام کا کام ہے کہ وہ سلسلہ احمدیہ اور اس میں قائم کردہ خلافت و امامت کے ذریعے ان فوائد سے متمتع ہوں جو اسی کے ساتھ مخصوص ہیں۔ ہمارا ایمان ہے کہ بالآخر تمام اقوام اسی لواء الحمد کے نیچے جمع ہو کر شاد کام ہونگی ؛

ماہ رمضان المبارک

ہمیں چاہیئے۔ کہ اپنے قلوب میں بھوک کے وقت اس بات کا احساس پیدا کریں۔ کہ غریب مسکین لوگوں کو بھوک سے ایسی ہی تکلیف ہوتی ہے جیسی ہمیں ان ایام میں، پس بقدر اپنی طاقت کے ان کی خبر گیری کرتے رہیں۔ صدقہ دینے سے کبھی مال کم نہیں ہوتا۔ اگر صدق نیت سے اخلاص کے ساتھ دیا جائے۔ تو مال اسی دنیا میں بڑھتا ہے۔ اور اس کی زندہ مثالیں موجود ہیں۔ ؎

زکوٰۃ مال بدر کن کہ فضلہ رز را ؛ چو باغباں ببرد بیشتر دہد انگور

(۲) انہی روزوں سے اپنے اندر مستقل طور پر مصیبت کے وقت صبر و قناعت کا مادہ پیدا کرو۔ اور کسی نقصان مال و جان یا جوع یا خوف و نقص ثمرات سے گھبرا نہ جاؤ۔ بلکہ صبر سے ایک درجہ ترقی کر کے شکر و رضا بالقضاء کے مقام پر پہنچ جاؤ۔ (۳) نرمی اور بردباری اپنا شیوہ بناؤ (۴) اور شب بیداری اور سحر خیزی کی ایسی عادت کر لو۔ کہ قلیل من اللیل ما یھجعون اور مستغفرین بالاسحار کی مثالیں دیکھنے کے لئے اکناف عالم میں قرآن خواں کی نظر صرف تمھیں پر پڑے۔ (۵) جیسے تم روزہ کھولنے کے وقت بھوک و پیاس کی شقّت کے بعد معمولی روٹی اور پانی کو دیکھ کر بے اختیار الحمد للہ الحمد للہ کہے جاتے ہو۔ اسی طرح روز ہر نعمت کے پانے پر تم الحمد للہ پڑھو۔ اور خدا کا شکر بجا لانا اپنا معمول بناؤ۔ کیونکہ ولئن شکرتم لازیدنکم وارد تنزیل ہو چکا ہے۔ (۶) جیسے رمضان میں قرآن شریف پڑھنے سُننے کا موقع نکالتے رہے ہو کیا اچھا ہو۔ کہ ہر مہینے میں تمہارا یہی دستور العمل رہے الغرض تمھارے روزے عوام کے روزے نہ ہوں بلکہ تمھارے روزے وہ روزے ہوں جنکو امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اخص الخواص کے روزے کہتے ہیں جنکے لئے چھ ہدایات ہیں۔ **اوّل** نظر کا نیچے رکھنا۔ اور جو باتیں بُری اور مکروہ ہیں۔ انکی طرف متوجہ نہ ہونا۔ بلکہ ان چیزوں سے

دل ہٹائے رکھنا جو خدا تعالیٰ کی یاد سے غافل کردیں۔ جو خدا تعالیٰ کے خوف سے بدنظری سے بچے اور ایسی چیزوں کو چھوڑ دے۔ تو وہ اپنے اندر ایک ایمان پائیگا اور ایسی روحانی لذّت اُٹھائیگا جو اس عارضی خوشی کے مقابل میں ہیچ ہوگی۔ **دوم** صوفیاء کے نزدیک جھوٹ غیبت چغلی اور جھوٹی قسم اور شہوت کے ساتھ تجرد نظر کرنے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ پس زبان کو بیہودہ باتوں۔ جھوٹ۔ غیبت چغلی فحش ظلم جھگڑے گالی گلوچ اس کلام سے جو قال اللہ اور قال الرسول کے خلاف ہو۔ اور کسی کی بات کاٹنے سے محفوظ رکھو۔ سکوت لازم پکڑو۔ اور حتی الوسع ذکر الٰہی اور تلاوت قرآن میں مشغول رہو۔ یہ تو آنکھوں اور زبان کا روزہ ہوا۔ **سوم** کانوں کو بُری باتوں کے سُننے سے باز رکھو جن باتوں کا کہنا حرام ہے انکا سُننا بھی منع ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں سمّاعون للکذب اکّالون للسحت فرما کر جھوٹ سُننے والوں کو حرامخوروں کے ساتھ ملایا گیا ہے۔ اور مولویوں اور پیروں کو تہدیداً فرمایا ہے۔ کیوں نہ منع کیا۔ انکو گناہ کی باتوں کے کہنے اور حرام کھانے سے لَوۡلَا یَنۡہٰہُمُ الرَّبّٰنِیُّوۡنَ وَالۡاَحۡبَارُ عَنۡ قَوۡلِہِمُ الۡاِثۡمَ وَاَکۡلِہِمُ السُّحۡتَ لَبِئۡسَ مَا کَانُوۡا یَصۡنَعُوۡنَ ع ۱۲ و ۱۳ ۶۴ و ۷ ۔ اور حدیث میں غیبت سُننے والے کو غیبت کرنیوالے کی مثل ٹھیرایا۔ یہ کانوں کا روزہ ہے۔ **چہارم** ہاتھ پاؤں اور دوسرے اعضاء کو بُری باتوں سے روکنا۔ اور شکم میں افطار کے وقت حلال طیب رزق ڈالنا۔ اس بارے میں بہت احتیاط کرو۔ کہ تم جب روزہ کھولو تو نہایت پاک اور مطہر کھانے سے کھولو۔ حقہ جیسی مکروہ چیز۔ یا ایسے مال کے کھانے سے افطار کرنا جو چوری یا کسی ناجائز طریق سے کمایا گیا ہو۔ اپنے روزے کو برباد کرنا ہے۔ اور اسکی مثال اس شخص کی ہے جو محنت اور خرچ کے ساتھ اپنے رہنے کیلئے ایک محل بنائے۔ اور پھر اسے بغیر کسی وجہ کے منہدم کرادے۔ تمہارے ہاتھ کبھی کسی ناجائز چیز کی طرف نہ بڑھیں۔ تمہارے پاؤں کسی ایسی جگہ ہرگز نہ جائیں جو خدا کے نزدیک ممنوع ہے۔ **پنجم** حلال بھی کھاؤ تو اسراف سے بچو۔ جب روزہ جذبات نفس کو کم کرنے کیلئے ہے تو بہت افسوس کی بات ہے اگر کھانے پینے میں اسقدر اہتمام و تکلّف کیا جاوے جو اپنی طاقت سے بڑھکر ہو اور جو جسمانی قویٰ کو قائم و قوی رکھنے کی بجائے اور بیمار کردے۔ روزہ رکھنے کا مقصد تو یہ ہے کہ قوت بہیمیت کم ہو اور روحانیت بڑھے۔ پس ایسی چیزوں کی بھرتی جس سے قوائے شہوانیہ میں انگیخت ہو جائز نہیں ملکوت اور اپنے درمیان تن پروری کو آڑ نہ بناؤ۔ بلکہ ایسا مجاہدہ کرو کہ اسکا اثر تمہارے ظاہری قویٰ پر پایا جاوے۔ اور تم سبک سیر ہو کر ملاء اعلیٰ میں پہنچ جاؤ۔ **ششم** افطار کے وقت بجائے اسکے کہ کھانے پینے کی چیزوں میں محو ہو کر خدا کو بھول جاؤ۔ چاہیئے کہ تمہارے دل خوف و رجا سے بھر جائیں اور تمہیں یہ فکر لاحق ہو کہ ہمارا روزہ منظور ہوا یا نہیں دن بھر صرف منہ باندھے رکھنا اور باقی شہوات میں مستغرق رہنا اس امانت کو ضائع کرنا ہے جو پروردگار نے ہمارے سپرد کیں۔ اور اسکی مثال ایسی ہے جیسے کوئی وضو میں کسی عضو کو بجائے پانی سے دھونے کے تین بار مسح کردے اور کہے شرط تو پوری کردی حالانکہ اصل مقصود جو دھونا تھا اس سے وہ کوسوں دُور رہے۔ پھر صرف روزہ رکھنے ہی پر اکتفا نہ کرو بلکہ صدقہ و خیرات معمول سے زیادہ کرو اور ہر نیکی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لو۔ حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کان رسول اللہ صلعم اجود الناس بالخیر و کان اجود مایکون فی رمضان (باب الاعتکاف) غرض تم روحانیت کے اعلیٰ مقامات تک پہنچنے کی کوشش کرتے ہوئے۔

اعتکاف

آخری عشرہ میں اس حالت تک پہنچ جاؤ کہ اپنے معمولی کاروبار اور تعلقات بھی ایک حد تک چھوڑ دو۔ سال میں دس دن کیا چیز ہیں جہاں تین سو پچاس روز اپنے دُنیا کے کاموں میں لگے رہتے ہو وہاں یہ دس دن محض اللہ کیلئے اور اپنی اصلاح کے واسطے خاص کردو۔

(اللہ بخش سٹیم پریس قادیان میں بھائی عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے چھاپ کر قادیان سے مالکان کے لئے شائع کیا)